کھلی چٹھی

بنام

جمعیۃ العلماء ہند و مجلس احرار اسلام

تحریک پاکستان میں جمعیۃ العلماء ہند اور مجلس احرار کے کردار کی ایک جھلک

ترتیب

ادارۂ تبلیغ اسلام - پشاور چھاؤنی

تقدیم (طبع دوم)

محمد جلال الدین قادری

مکتبہ رضویہ لاہور

کھلی چٹھی

بنام

جمعیۃ العلماء ہند و مجلسِ احرارِ اسلام

تحریکِ پاکستان میں جمعیۃ العلماء ہند اور مجلسِ احرار کے کردار کی ایک جھلک

ترتیب

ادارۂ تبلیغ الاسلام - پشاور چھاؤنی

تقدیم (طبع دوم)

محمد جلال الدین قادری

مکتبہ رضویہ ○ لاہور

کتاب ــــــــــــ کھلی چٹھی بنام جمیعۃ العلماء ہند و مجلس احرار اسلام

ترتیب ــــــــــــ ادارۂ تبلیغ اسلام، پشاور چھاؤنی

تقدیم (طبع دوم) ــــــــــــ محمد جلال الدین قادری

کتابت ــــــــــــ خوشی محمد ناصر قادری

پروسس ــــــــــــ برائٹ پروسس، لاہور

صفحات ــــــــــــ ۲۴

طباعت (بار اول) ــــــــــــ ۱۹۳۹ء

طباعت (بار دوم) ــــــــــــ رجب ۱۴۰۲ھ / اپریل ۱۹۸۲ء

مطبع ــــــــــــ آکسفورڈ اینڈ کیمبرج پریس۔ لاہور

تعداد ــــــــــــ ۱۰۰۰

ناشر ــــــــــــ مکتبہ رضویہ ۲/۲۴ سوڈیوال کالونی، ملتان روڈ لاہور ۲۵

قیمت ــــــــــــ -/۲ روپے

مشمولات

ہندو نواز علما

جب ___ اور ___ اب

مسلمانوں کو سیاسی طور پر گمراہ کرنے کا منصب ان کے سپرد تھا۔ ان کا کام بھی صبح شام قائد اعظم اور مسلم لیگ کو گالیاں دینا تھا۔ اس وقت پاکستان کے مخالف تھے۔ اس کے خلاف فتوے جاری ہوتے تھے۔ اب اسی پاکستان میں اسلام کا آئین نافذ کرنے کا مطالبہ ہے۔ اگر خدانخواستہ پاکستان کا قیام نہ ہوتا تو خدا معلوم یہ اسلام کہاں نافذ کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آج تک پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا۔ جو اب بھی قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب شنجے گاندھی کی روح کو بخشتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ پاکستان بنانے کے گناہ میں ہم شریک نہیں تھے۔

حضرت علامہ اقبال نے ان کے اس فتوے سے متاثر ہو کر فرمایا تھا ؎

سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی ست

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۲۳۔ اپریل ۱۹۸۲ء

(میگزین صفحہ ۷)

نوابِ ممدوٹ مرحوم

بنام

اسیرانِ زلفِ کانگریس

نہایت تاسّف کا مقام ہے کہ ہمارے بعض بھائی جن کو خدا نے علم و نظر کی دولت بھی دی ہے اور جو عمل و ایثار کے میدان میں بھی اپنی مثالیں کم رکھتے ہیں خدا جانے اعتبار کے کس طلسم میں اسیر ہو کر اپنی قوم کے ساتھ رشتہ توڑ چکے ہیں اور کانگریس کے سنگِ آستان پر سر ٹکرا رہے ہیں جو مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ محض ہندوؤں کے لئے لڑ رہی ہے اور جو ملک میں اکثریت کی حکومت قائم کر کے مسلمانوں کو پامال کر دینا چاہتی ہے۔ افسوس ہے ہمارے محترم بھائی زمانۂ حاضرہ کے حالات کو اُن کی صحیح روشنی میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ اور کانگریس کے غوغائے آزادی کو سن کر اس غلط فہمی میں مُبتلا ہو جاتے ہیں کہ غالباً کانگریس سارے ملک کی آزادی چاہتی ہے۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ آزادی کی جنگ نہیں۔ کانگریسی ہندو اِس بات پر تُلا ہوا ہے کہ اِس ملک میں حکومتِ برطانیہ کا جانشین بن کر رہے گا۔ اگر ہمارے نام نہاد قوم پرست بھائی صحیح اور صاف ستھری آزادی کے لئے جدّ و جُہد کرنا چاہتے ہیں تو وہ مسلم لیگ میں آجائیں۔ جس کا نصب العین خالص آزادی ہے اور جو ہندوستان کے ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کی آزادی کی بھی طالب ہے۔ اُن بھائیوں سے ہماری نہایت مخلصانہ اور عاجزانہ استدعا ہے کہ وہ ترکِ جماعت کے وعید سے ڈریں اور اُدھر شامل ہوں جدھر مسلمان ہندوستان کی آزادی کا پرچم اُڑا رہے ہیں۔ کانگریس کے ساتھ شامل ہونے سے کوئی مسلمان اِس ملک میں اِسلام کی آزادی حاصل نہیں کر سکتا اور جو مغالطہ میں گرفتار ہے اُس کے دِماغ پر خُدا رحم کرے۔

اِقتباس از تاریخی خطبۂ اِستقبالیہ (اجلاس ۲۳۔ مارچ ۱۹۴۰ء) نواب ممدوٹ سر محمد شاہنواز روزنامہ زمیندار" لاہور ۲۴۔ مارچ ۱۹۴۰ء بحوالہ روزنامہ جنگ" کراچی ۲۳۔ مارچ ۱۹۸۱ء (یوم پاکستان ایڈیشن صفحہ ۸)

عرضِ ناشر

ہمارا ملک، اندرونی طور پر جن خدشات اور بیرونی طور پر جن خطرات میں گھرا ہوا ہے ان سے متعلق تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لے دے کے ایک نظریۂ پاکستان ہے جو ہمارے لئے ایک حد تک ملی یک جہتی کا موجب ہے۔ اگر اس میں بھی شکوک و شبہات پیدا کر دیئے جائیں تو اس کشتی کا لنگر سلامت نہیں رہ سکتا۔ سقوطِ مشرقی پاکستان پر جب ہندوؤں نے جشنِ مسرت منایا تو ان کی وزیرِ اعظم مسز اندرا گاندھی نے اپنی پارلیمان میں کہا کہ:-

"یہ کامیابی نہ ہماری فوجوں کی کامیابی ہے اور نہ ہماری حکومت کی کامیابی، یہ کامیابی ہے حق پر مبنی نظریہ کی، اس نظریہ کے خلاف جو باطل پر مبنی تھا۔ مسلمانوں نے تحریکِ پاکستان کی بنیاد ایک باطل نظریہ پر رکھی تھی —— یہ ان کے باطل نظریہ کی شکست ہے۔"

پاکستان میں بھارت کے سبکدوش ہونے والے سفیر اور موجودہ سیکرٹری وزارتِ خارجہ مسٹر کنور نٹور سنگھ نے اپنے الوداعی بیان میں اپنے تمام تر ڈپلومیٹ فرمان کے باوجود یہ بات کھل کر کہنی ضروری سمجھی۔

"ہم نے نہ تو ماضی میں دو قومی نظریہ قبول کیا ہے، نہ ہی اب کرتے ہیں، اور نہ ہی آئندہ کریں گے۔"

۱۹۶۵ء کی جنگ کے خاتمہ پر مسٹر چون نے کہا کہ:-

"پاکستان اور ہندوستان کے درمیان اُسی دن سے مخاصمت کی بنیاد رکھ دی گئی تھی جس دن پاکستان وجود میں آیا تھا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان آئیڈیالوجی کا اختلاف ہے۔ اس کے سوا کوئی اختلاف نہیں ——

بھارت کو اِس کے لیے ایک تازہ اَور فیصلہ کُن جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔"

جنگ کے بجائے (یا اس کی تیاریوں کے ساتھ ساتھ) وُہ اِس کوشش میں ہیں کہ یہ اِختلاف ویسے ہی ذہنوں سے مِٹ جاتے اَور اس کی آسان ترین شکل یہ ہے کہ نظریہ پاکستان کے نقوش مدھم پڑتے جائیں تا آنکہ یہ آنے والی نسلوں کے ذہنوں سے نسیاً منسیاً ہو کر رہ جاتے اس کے بعد اُنہیں دبوچ لینا دُشوار نہیں ہوگا۔

ہندو اس تاک میں ہے اَور اندرُونِ مُلک نیشنلسٹ مُسلمان جنہوں نے خود یا ان کے اکابر نے قائدِ اعظمؒ کے ہاتھوں شکست کھائی تھی اس اِنتظار میں ہیں کہ یہ نظریہ کمزور ہو تو وُہ اپنی شکست کا بدلہ لے سکیں۔ وُہ اِس قسم کے خیالات مدت سے پھیلا رہے ہیں جس میں مصورِ پاکستان اَور بانیِ پاکستان کو تضحیک کا نشانہ بنایا گیا ہو۔ ان میں سے بعض، پاکستان کے قیام کو "انگریز کا کارنامہ" قرار دیتے ہیں، اَور بعض بدبخت "پاکستان" کے لفظ کو "گناہ" سے تعبیر کرتے ہیں ——— اَور حد یہ ہے کہ پاکستان کی بانی جماعت ——— مُسلم لیگ کے متعلق اپنے خُبثِ باطن کا یُوں اظہار کرتے ہیں۔

"جمعیۃ علمائے ہند نے جو قابلِ فخر کردار ادا کیا اس کا مقابلہ تو کوئی تحریک نہیں کر سکتی مُسلم لیگ[1] کو تو چھوڑیں کہ جدّ و جُہد کا لفظ اس کی لغت میں ہی نہ تھا"

مفتی محمُود: مضمون دار العلوم دیوبند، تحفّظ اَور احیائے اِسلام کی عالمگیر تحریک۔

(ماہنامہ الرشید لاہور۔ فروری/مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۴۶۶)

---

[1] "مسلم لیگ اَور پاکستان" کے ساتھ ان لوگوں کی دِلی کدُورت تو کسی تبصرہ کی محتاج نہیں ——— البتہ ایک نام نہاد مُسلم قوم پرست جماعت جو اپنی پیدائش کے دِن سے خود کو اِسلام کا چیمپین قرار دیتی ہے اَور جس کا ریکارڈ یہ ہے کہ قیامِ پاکستان سے تین ماہ قبل اپنے پٹنہ کنونشن میں گاندھی کو شریکِ محفل کرتی ہے ——— اس کے اکابر، تحریکِ پاکستان اَور اس کے زعماء کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ یہ جماعتِ اسلامی حلقہ سندھ کے ناظمِ شعبۂ نشر و اشاعت کی زبانی سُنیئے "سنہ ۱۹۴۷ء کا اِنقلاب اَور اس کا پس منظر" کے زیرِ عنوان اِرشاد ہوتا ہے:۔

"سنہ ۱۹۴۷ء میں یکایک حالات نے پلٹا کھایا اَور وُہ مصنُوعی اِنقلاب برپا کر دیا گیا جس کے لیے کم از کم مُسلمان قوم تو ہرگز تیار نہیں کی گئی تھی ——— اب ذرا تقسیم کے اس ڈرامے پر بھی نظر ڈال لیجیے، جو یہاں کھیلا گیا تا کہ ان لیڈروں کی سیاسی دانائی کا حال معلوم ہو جائے جن کی ہمارت کا شہرہ ایک مدت سے سُن رہے تھے۔ اس ڈرامے کے اصل اداکار تین تھے۔ انگریز،

(باقی بر صفحہ آئندہ)

جمعیت علمائے ہند نے گاندھی کی قیادت میں جو قابلِ فخر کردار ادا کیا، اُس کی ایک ادنیٰ جھلک تو آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں ـــــــ لیکن یہ ہمارا اوّلین فریضہ ہے کہ مخالفینِ نظریۂ پاکستان کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے کے لیے پاکستان کی نظریاتی اساس کو اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ قومی تاریخ کے مسخ ہونے کے اسباب کے فوری سدِّباب کا اہتمام بھی کیا جائے۔ ہماری حقیر سی یہ کوشش اِس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

قمر الدین
ناظمِ مکتبہ

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) کانگریس ـــــــ اور مسلم لیگ"۔

جماعت اسلامی؛ دعوت، تاریخ مطبوعہ جماعتِ اسلامی، حیدرآباد سندھ۔

(بارِ اوّل جنوری ۱۹۴۹ء، ص ۴۰-۴۱)

قیامِ پاکستان کے نازک اور آڑے وقت جماعت نے مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لیے جو خدمت انجام دی، وہ بھی لگے ہاتھوں ان ہی سے سُنیئے:۔

"جماعتِ اسلامی نے اس دور میں ـــــــ انہیں (مسلمانوں کو) وطنی قومیت کے صحراسے نکل کر مسلم قومیت کے گڑھے میں گرنے کے نقصانات سے آگاہ کیا ـــــــ ایک طرف وطنی قومیت کا سیلاب تھا ـــــــ دوسری طرف مسلم قومیت کا بھنور تھا ـــــــ ان حالات میں جماعت کا اپنے نصب العین (؟) پر جمے رہنا محض تائیدِ ایزدی تھی۔ ورنہ اس دور کی تمام جماعتوں کو اپنا وزن متحدہ وطنی قومیت یا مسلم قومیت کے کسی ایک پلڑے میں ڈال دینا پڑا۔" (ایضاً: ص ۳۱-۳۲)

غنیمت ہے کہ بعد کے "صالحین" نظریۂ پاکستان کی پابندی کو اپنے منشور کا نقطۂ اوّل قرار دیتے ہیں لیکن حضرت میاں طفیل محمد کی یہ "دریافت" کہ "نظریۂ پاکستان مودودی صاحب نے دیا تھا" واقعی دادطلب ہے۔ ع ایں کار از تو آید و مرداں "چنیں کنند"

کانگریسی مُلّاؤں کے نام

(حافظ مظہر الدین)

شعر کیا ہو؟ کس طرح ہو آج شعر و شاعری
دیو قامت، دیو صورت، دیو فطرت، دیو خُو
سامنے نوعِ بشر کے غول یہ جنّات کا
مسخرے، بہروپیے، جاہل، مداری، طرفہ کار
چہرے بے رونق جبینیں نا شناسِ رنگِ نور
اَب بھی کھدر پوش ہیں، کھدر ہے ملبوسِ بدن
ہندوؤں کے ریزہ چیں، نہرو کے پروردہ یتیم
نغمۂ یثرب کہاں اُن کے شکستہ ساز میں
ہے حقیقت، ذوق و مستی زاید از نانِ حلال

ہیں نظر کے سامنے کچھ کانگریس کے مولوی
اشترا کی جام سے بدمست، محوِ ہاؤ ہُو
رقص یہ بھتنوں کا اور عالم یہ پچھلی رات کا
صورت و سیرت ہنومانی، ہنومانی شعار
ہے باندازِ دگر اَب کالی دیوی کا ظہور
ہے انہیں مرغوبِ خاطر اَب بھی گاندھی کا چلن
ان میں پیدا ہو نہیں سکتا کبھی ذوقِ سلیم
ہاں اگر ہے کانگریس کا زیرِ و بم آواز میں
ہے حقیقت، عشق و رقت آید از نانِ حلال

ہے حقیقت، بر سماع راست ہر کس چیز نیست
ہے حقیقت، طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

عالمانِ دین و حق! اے مفتیانِ شرع و دیں!
یہ بھی ہے کیا نکتۂ پیچیدۂ علمِ کلام!
دینِ فطرت کے ہو تم قائل کہ ترکِ دین کے؟
یہ دو رنگی اور یہ گفتار میں ژولیدگی؟

دینِ محبوبِ خدا کافی ہے یا کافی نہیں؟
کچھ تو بولو! تم بھی ہو آخر مساجد کے امام!
ماننے والے ہو آخر کون سے آئین کے؟
یہ تصنّع، یہ تقدس اور یہ بازی گری؟

خوب ہے یہ مسخرہ پن بھی، مگر کس کام کا
تم نے رُسوا کر دیا عالم میں نامِ اسلام کا

روزنامہ "ندائے ملّت" لاہور (مدیر مجید نظامی) اشاعت ۲۲- فروری ۱۹۷۰ء

تقدیم

(محمد جلال الدین قادری)

بیسویں صدی کا دوسرا عشرہ برِصغیر کی سیاسی آزادی میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ خلافتِ ترکیہ کے سقوط پر اسلامیانِ ہند نہایت بے چین ہوئے۔ خلافت کی بحالی اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کے لیے تحریکِ خلافت شروع ہوئی تو موقع کو غنیمت جان کر ہندو مفاد کی خاطر کام کرنے والی کانگرس نے بھی خلافت (جو ایک خالص مذہبی تحریک تھی) کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ اس سے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کر کے کانگرس نے اپنے دیرینہ مقاصد کو پورا کر لیا۔ صورت بایں جا رسید کہ مسلم لیگ جو ۱۹۱۶ء تک ایک قابلِ ذکر سیاسی جماعت کے طور پر اُبھری تھی تحریکِ خلافت سے لے کر ۱۹۳۷ء تک شورانگیز طوفان کی زد میں آکر اپنا جماعتی تشخص برقرار نہ رکھ سکی۔ ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی میں مسلمان ہر طرف تختۂ مشقِ ستم بنے۔ ان کی جمعیت، معیشت، معاشرت اور سیاست کو سخت نقصان پہنچا۔ اس کے باوجود اُنہوں نے اپنا مذہبی تشخص و تمیز برقرار رکھا، وُہ ستم زدہ ہو کر بھی مسلمان ہی رہے اور مسلمان ہی کہلائے لیکن قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ خلافت تحریک کے دوران دس کروڑ مسلمانوں کا مستقبل ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دیا گیا، جو کسی طرح بھی اُن کا خیر خواہ نہیں کہلا سکتا تھا! اور جسے اسلام سے دُور کا واسطہ نہ تھا۔"[1]

تحریکِ خلافت کی حمایت کا اعلان کر کے کرم چند موہن داس "مہاتما گاندھی" کے طور پر اُبھرا، حالات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو متحدہ قومیت میں مدغم ہونے کا درس دینے لگا۔ ہندوستانی قومیت کی صدائیں بلند ہونے لگیں مسلمان، انگریز حکمران سے متنفر تو تھے ہی، گاندھی نے

۱۔ گلزار احمد، بریگیڈیر: ارشاداتِ قائدِ اعظم مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۲۲

اس آگ کو اور بھڑکایا اور اس کے ساتھ ترکِ موالات کا حربہ بھی استعمال کیا۔ اس ہنگامہ رستاخیز میں مسلمان اپنا حقیقی مقصد بھول گئے۔ انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ اُن کی قربانیوں کا مدعا کیا ہے۔ ہر طرف جوش ہی جوش تھا، ہوش نہ تھا۔[1]

ترکِ موالات کا شرعی مفہوم تو یہ ہے کہ تمام غیر مسلم مسلمانوں کی دلی محبت کے حق دار نہیں، علاوہ ازیں وہ ہندو ہوں یا انگریز۔ مسلمان کسی غیر مسلم سے نہ تو دلی دوستی رکھ سکتا ہے اور نہ اس کو اپنا ہم راز بنا سکتا ہے، اس کو اپنا قائد بنانا تو بہت بعید ہے ـــــ مگر عیار گاندھی نے ترکِ موالات کا مفہوم صرف انگریزوں تک محدود کر دیا۔ مسلمانوں کا تشخص قائم رکھنے، ہندو اور انگریز دونوں سے موالات کی مخالفت کرنے کے مرتکب کافر، ملحد، آزادی کے دشمن، انگریزوں کے طرف دار، رجعت پسند، ٹوڈی، قرآن و حدیث سے ناواقف اور جاہل ٹھہرائے گئے ـــــ اس کے برعکس ہندوؤں سے نہ صرف دوستی، دلی محبت جائز بلکہ وہ مسلمانوں کے امام و مقتدیٰ ـــــ فالی اللہ المشتکیٰ۔

تحریکِ ترکِ موالات کے حامی و مخالف حضرات کے درمیان شرعی، علمی اور سیاسی طور پر

اس ہیجانی دور کی ایک جھلک ملاحظہ ہو: "مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض ناعاقبت اندیش مسلمانوں کو گاندھی کی دوستی نے ایسا اندھا اور گمراہ کر دیا کہ اُنہوں نے اس تحریک نان کوآپریشن کو خدائی حکم "ترکِ موالات" سے موسوم کر کے ... معاملہ فہم دور اندیش مسلمانوں ـــــ جو اس تحریک سے کنارہ کش رہے ـــــ کو کافر و ملحد ... دے کر اُن کی جان و مال و عزت و آبرو کی بربادی جائز قرار دے دی اور جاہل ناسمجھ مسلمانوں کو بھڑکا کر ... کی ایذارسانی پر اُبھار دیا اور اپنا رشتۂ اتحاد و موالات کافروں، مشرکوں، بت پرستوں سے جوڑ کر ... کی میت میں شرکت، اُن کی ارتھی کو کاندھا دینا، اُن کے ساتھ مندروں میں جا کر بتوں پر چڑھاوے چڑھانا، ... پر قشقہ لگانا وغیرہ وغیرہ ناجائز افعال اختیار کر کے گاندھی جی کو امام مہدی بلکہ نبی کے برابر سمجھنے لگے اور ... کے احکام کو قرآنی احکام سے بڑھ کر ماننے لگے۔ نعوذ باللہ منہا۔"

(روزنامہ پیسہ اخبار، لاہور۔ ۱۴۔ جنوری ۱۹۲۱ء ص ۳۔ کالم ۲)

بحث و مباحثہ شروع ہو گیا "حامیانِ ترکِ موالات" نے قرآنی آیات و احادیثِ نبویہ کی تفسیر و توضیح "گاندھی کی پالیسی" کے مطابق کی جمیعۃ العلماء ہند اور مجلسِ احرارِ اسلام نے خدا جانے اِعتبار کے کِس طلسم میں اسیر ہو کر کانگرس کے نظریہ "وطنیت پرستی" جو دین سے بے خبری پر مبنی تھا، کی تشکیل میں حصّہ لیا۔

جمیعۃ العلماء ہند کا قیام تحریکِ خلافت کے دَور (۱۹۱۹ء) میں ہوا۔ قیام کے وقت اس کے اغراض و مقاصد ——— خلافت کی بحالی اور مقاماتِ مقدّسہ کی حفاظت بتائے گئے لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد وُہ "سوراج" کے حصُول کی آڑ میں کانگرس کی پالیسیوں کی ترجمان بن گئی۔ احراری لیڈر اگرچہ کانگرسی تھے مگر مصلحتاً کہ وُہ اپنے نام سے مُسلمان جماعت سمجھی جاتے علیحدہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ قوم پرست عُلماء نے مولانا ابُو الکلام آزاد کی تجویز پر مجلسِ احرارِ اسلام کی بُنیاد ڈالی اور اپنا پہلا اجلاس نہرو کے دیرینہ رفیق ——— عطاء اللہ شاہ بُخاری کی صدارت میں ۲۹-دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں مُنعقد کیا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ ہندوستان کی آزادی کا سہرا دُوسری قوموں کے ساتھ مُسلمانوں کے سر بھی رہنا چاہیئے اور ——— غیر مُلکی حکمرانوں سے گلو خلاصی کے لیے مُسلمانوں کے اندر حُریّت پسند تنظیم کا ہونا نہایت اہم ہے"۔ شاہ جی (عطاء اللہ شاہ بُخاری) کو پہلا صدر منتخب کیا گیا۔[1]

تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکُن، سابق ایم۔پی۔اے شیخ محمد سعید (جھنگ) مجلسِ احرار کے بارے میں اپنی یادداشتوں میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:-

"مجلس احرار اور نیشنلسٹ مُسلمان، چوہدری فضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن لُدھیانوی، میاں حسام الدّین، سیّد عطاء اللہ شاہ بُخاری، مولانا داؤد غزنوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کے پسماندگان کی قیادت میں خم ٹھونک کر قراردادِ پاکستان کی مخالفت میں نکل آئے ——— مجلسِ احرار جو جمعیّت کی ہی

---

[1] جانباز مرزا: کاروانِ احرار (جلد اوّل) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۸۲

[2] جانباز مرزا: حیاتِ امیرِ شریعت مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء، ص ۱۵۲

ایک شاخ تھی اب دلیری سے پاکستان کے خلاف نبرد آزما ہو گئی"۔[1]

عجائب قدرت ملاحظہ کیجئے کہ ہندوؤں کی غلامی کو اپنی آزادی بتانے والے "نیشنلسٹ مسلمان"، جنہیں اپنی قومی خدمات پر بڑا ناز تھا، تقسیم کے بعد ہندوؤں سکھوں کی نگاہ میں اُسی طرح مجرم تھے جس طرح پاکستان کے حامی اور کانگریس کے مخالف مسلمان۔ کلمہ گوئی ایک ایسا جرم تھا جو کانگریسیوں کی نگاہ میں ناقابلِ معافی تھا۔ تقسیمِ ملک اور تبادلہ آبادی کے ہولناک مناظر کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں :-

"جن نیشنلسٹ مسلمانوں بالخصوص سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور غازی عبدالرحمن وغیرہ نے پاکستان کے مطالبے کی بھرپور مخالفت کی تھی اور جو ہندوؤں سکھوں کے ساتھ مل جل کر رہنے میں مسلمانوں کی بھلائی پر یقین رکھتے تھے اور پاکستان کے مطالبے کی مخالفت میں اپنا زورِ بیان صرف کر رہے تھے۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آگیا تو ان ہی ہندوؤں اور سکھوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور غازی عبدالرحمن (مرحومین) کا امرتسر میں جینا دوبھر کر دیا اور ہندوؤں سکھوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کا درس دینے والے یہ تینوں بزرگ جس طرح ہندوؤں سکھوں سے اپنی جانیں بچا کر امرتسر سے بھاگ کر پاکستان آئے وہ ہندوؤں سکھوں کی مسلم دشمنی کی منہ بولتی تصویر ہے"۔[2]

تحریکِ ترکِ موالات سے مرتب ہونے والے اثرات یعنی مستقبل میں مسلمانوں کو غلام

---

[1] شیخ محمد سعید: مشکلاتِ کلاالہ، مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۸۱ء، ص ۵۶

نوٹ: تحریکِ پاکستان کا نام لینے اور اس کے لئے کام کرنے والوں میں سے پہلا مسلمان لدھیانہ میں مجلسِ احرار کے ارکان کے ہاتھوں شہید ہوا۔ قادری

[2] خواجہ افتخار: جب امرتسر جل رہا تھا، مطبوعہ لاہور (اشاعتِ اوّل) ۱۹۸۰ء، ص ۲۵

اور مُرتد بنانے کی ناپاک منصوبہ بندی کی صورت میں نمودار ہوئے۔ آریہ سماجی اور شدھی وغیرہ کی تحریکیں اسی ضمن میں چلائی گئی تھیں۔ جس سے مُسلمان سیاسی زعماء کے علاوہ دینی حلقوں میں بھی گہرا اضطراب تھا اور وُہ اپنی بساط کی حد تک، مذکورہ بالا یورش کے خلاف بند باندھنے کے لئے آگے بڑھے۔ عُلمائے دین میں سب سے پہلے امام احمد رضا بریلوی (۱۸۵۶ء۔ ۱۹۲۱ء) نے کانگرس کے نظریہ "متحدہ ہندی قومیت" کے خلاف بھرپُور جہاد کیا اور گاندھی کی نقاب پوش سیاست کا شکار ہونے والے مسلمان لیڈروں کو مشرکینِ ہند (کانگرس) کے ساتھ مُسلمانوں کے اختلاط و اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اس بروقت کلمۂ حق سے مسلمان قوم جاگ اُٹھی۔ فاضل بریلوی کے بعد آپ کے خلفاء اور ہم مشرب احناف نے آپ کے مشن کو زندہ رکھا اور تقریباً سارے متحدہ ہندوستان میں اپنے خُطبات اور کتب و رسائل کے ذریعے مُسلم قومیت کے فروغ اور تحریکِ پاکستان کی کامیابی کے لئے مسلسل کام کیا ——— یہاں تک کہ بعض غیر جانب دار ادارے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ ایسی ہی کوششوں میں ادارہ تبلیغ اسلام پشاور چھاؤنی نے ۱۹۳۹ء میں ایک کتابچہ بعنوان

"کھُلی چٹھی بنام جمعیۃ العلماء ہند و مجلس احرارِ اسلام"

شائع کیا جس میں قرآن مجید کی گیارہ آیات سے ترکِ موالات کا شرعی مفہوم واضح کر کے کانگرس کے ساتھ موالات کو ناجائز اور حرام ثابت کیا ہے ——— آخر میں منبر و محراب میں مسلمانوں کو "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" اور "توحید" کا درس بتاتے نہ تھکنے والوں کے طرزِ عمل پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے انہیں اپنا رشتہ، مُشرک اور کافر ہندو کے بجائے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ جوڑنے کی اپیل کی گئی ہے۔

"کانگرسی مُسلمان اپنے اختیار اور اپنی خُوشی سے ہندوؤں کے تابع اور محکوم بننے چلے جا رہے ہیں اور اپنی امداد سے کفر کی طاقت اور شوکت کو بڑھا رہے ہیں جو اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔" (ص:۶)

"کانگرس میں شامل ہونے سے کہیں زیادہ بہتر اور ضروری مسلمانوں کی آپس کی تنظیم ہے ——— خود مسلمانوں کا آپس میں متحد ہونا زیادہ ضروری ہے۔" (ص: ۶)

محمد جلال الدین قادری
کھاریاں
رکن پاکستان سُنّی رائٹرز گلڈ

۲۶ جمادی الاوّل ۱۴۰۲ھ
۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء

کھلی چٹھی بنام

جمعیتہ العلماء ہند

مجلس احرار اسلام

حضرات علماء کرام! آپ کی جماعت ایک مقدس جماعت ہے۔ اور آپ کا وجود مسلمانوں کیلئے باعثِ صد افتخار ہے۔ آپ مسلمانوں کے رہبر ہیں۔ آپ کا فرض تھا۔ کہ آپ مسلمانوں کو ٹھیک ٹھیک مذہبی لائن پر چلاتے اور منتشر مسلمانوں کو اِدھر اُدھر سے اکٹھا کر کے ایک اسلامی مرکز پر جمع کر دیتے۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ خود آپ کا وجود ہی مسلمانانِ ہند کیلئے انتشار اور تشویش کا باعث بنا ہوا ہے۔ آپ کے طرزِ عمل نے مسلمانوں کو اس قدر فکر میں ڈال دیا ہے کہ وہ چاروں طرف دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ آپ نے شروع تحریک خلافت کے زمانہ ۲۰-۲۱ء میں اپنا ایک "متفقہ فتوے" جاری کر کے ہم کو بتلایا تھا۔ کہ موالات کفار سے حرام ہے اور ترکِ موالات کی رائے دی تھی۔ لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ خود ہی اُن باتوں کے کرنے کی مسلمانوں کو ترغیب دے رہے ہیں۔ جو کل حرام بتلائی گئی تھیں۔ اگر وہ باتیں آپ کو یاد نہ رہی ہوں تو ہم اُن کو آپ کے سامنے پیش کر کے دریافت کرتے ہیں۔ کہ آپ مہربانی کر کے اپنے جواب سے مسلمانوں کو مطمئن کر دیجئے تاکہ مسلمان شریعت کے احکام پر پورا پورا عمل کریں اور اُن کا شیرازہ منتشر نہ ہو۔ آپ نے اپنے فتوے میں موالات کی یہ تعریف بیان فرمائی تھی۔

لفظ موالات محاورۂ عرب و اصطلاح شرع میں بمعنی محبت (دوستی) و مناصرۃ (باہمی امداد) مستعمل ہوتا ہے۔ تمام کتب تفاسیر میں اس کی تشریح و توضیح موجود ہے۔ اور اعدائے دین سے موالات باعتبار دونوں معنی کے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ اسلام سے مطلقاً موالات

رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ظاہراً ہو یا باطناً بالاجرت ہو یا بلا اجرت (متفقہ فتویٰ علماءِ ہند)

آجکل جمعیۃ العلماء اور خاص کر اسکے بڑے بڑے ارکان مسلمانوں کو کانگرس میں داخل ہونیکی ترغیب دے رہے ہیں اس لئے میں پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں کے کانگریس میں داخل ہونے سے کفار اہل ہنود سے موالات ہوگا یا نہیں اور اہل ہنود اعدائے دین اور دشمنانِ اسلام اور کفار کے زمرہ میں داخل ہیں یا نہیں اور ترک موالات کیا صرف انگریزوں ہی سے جائز تھا اہل ہنود سے نہیں! ممکن ہے کہ یہ کہدیا جائے کہ ہم ہنود سے دوستی نہیں کرتے بلکہ صرف اشتراک عمل کرتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ کانگریسی مسلمانوں نے ہنود سے دوستی کرنے میں انتہا کر دی ہے۔ لیکن اگر صرف اشتراک عمل ہی ہو تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ اس اشتراک عمل میں مناصرۃ یعنی باہمی امداد ہوگی یا نہیں اگر مسلمانوں نے کانگرس میں جانے کے بعد ہنود کو کچھ امداد نہ دی تو ان کے کانگریس میں جانے سے فائدہ ہی کیا ہوا۔ اور اگر ہنود کو امداد دی تو مناصرۃ قائم رہی اور یہ بھی حرام ہے۔ پھر ایسی صورت میں مسلمانوں کا کانگریس میں جانا حرام ہوگا یا نہیں صاف بتلایا جائے۔

اسی متفقہ فتوے میں ترک کونسل کے وجوہ حسب ذیل بتلائے گئے تھے۔

(الف) کونسل قانونی ہو یا انتظامی اس کا مقصد نظام حکومت کا استحکام وانصرام ہے۔ جو کھلم کھلا حکومت کی معاونت ہے۔ (ب) کونسل میں اکثر غیر شرعی قانون وضع کئے جاتے ہیں جن کی تحریک یا تائید یا اُس پر سکوت باوجود قدرت مخالفت کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں۔ (ج) کونسل میں قوم انگریزی بھی ہوتی ہے۔ جو ظالم و دشمن دین ہے اور ایسی قوم کے ساتھ اعزازی نشست شرعاً حرام ہے۔ (د) کونسل میں ممبران کے لئے وفاداری و طاعت شعاری و بہی خواہی کی قسم کھانا بھی ضروری ہے اور حالت موجودہ میں اپنی خوشی اور اختیار سے حکومت کی وفاداری و طاعت شعاری و بہی خواہی مسلمانوں پر ہے اس لئے وفاداری کی قسم شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

اب خود کانگریسی علماء مسلمانوں کو کانگریس کی طرف سے ممبر بنا کر کونسلوں میں بھیج رہے ہیں اور خود الکشن لڑانے میں کانگریس کی مدد کر رہے ہیں کیا کونسل میں جانے کے یہ اسباب حرمت اب مرتفع ہو گئے ہیں؟ کیا اب کونسلوں میں غیر شرعی قانون پاس نہیں ہوتے یا کفار اور دشمنانِ دین کے ساتھ اب اعزازی نشست نہیں ہوتی یا حلف وفاداری کونسلوں میں اب نہیں لیا جاتا۔ اگر یہ سب کچھ ہوتا ہے تو اب کونسلوں میں جانا حرام سے حلال کیونکر ہو گیا۔

اسی فتوے میں ہم کو بتلایا گیا تھا کہ اصحاب خطابات کو حکام (دشمنانِ دین) سے میل جول

انکی تعظیم و تکریم ضرور کرنی پڑتی ہے جو حرام ہے۔
کیا کانگریسی مسلمان کفار اہل ہنود کی اور خصوصاً گاندھی جی اور جواہر لال نہرو وغیرہ کی تعظیم و تکریم نہیں کرتے یا کانگریس کے سلسلہ میں ان سے میل جول نہیں رکھتے کیا یہ حرمت صرف انگریزوں ہی کیلئے تھی ہنود کیلئے نہیں ہے کیا ہنود کفار اور دشمنان دین میں شامل نہیں ہیں۔
اسی فتوے میں ہم کو یہ بھی بتلایا گیا تھا۔ کہ اگر کافر بادشاہ پر کسی دوسرے کافر بادشاہ نے حملہ کیا ہو تو ایسی صورت میں مسلم رعایا کا اپنے کافر بادشاہ کی طرف سے قتال کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے شرک و کفر کی شوکت و عظمت ہوگی جس کی اعانت حرام ہے۔
کیا کانگریس میں مسلمانوں کو شامل ہوکر ایک کافر (انگریزوں) کے مقابلہ میں دوسرے کافر (ہندوؤں) کی مدد نہ کرنی پڑے گی اگر ایسا کرنا پڑیگا اور ضرور کرنا پڑیگا تو پھر کیا اس سے شرک و کفر کی شوکت اور عظمت نہ بڑھیگی جس کی اعانت حرام بتلائی گئی ہے۔ پس ایک طرف تو ایک بات کو حرام بتلانا اور دوسری طرف پھر اسی بات کو کرنیکی ترغیب دینا جمعیۃ العلماء کے شایان شان نہیں ہے
پھر اسی فتوے میں ایک قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ مصلحتوں کی رعایت کے اعتبار سے مفاسد کا دفع کرنا اولیٰ ہے۔ اور جب کوئی مصلحت اور مفسدہ متعارض ہو تو اکثر دفع مفسدہ کو ترجیح ہوتی ہے اس لئے کہ منہیات سے روکنے کی طرف شرع کی توجہ زیادہ ہے باعتبار توجہ بالمامورات کے۔
اس قاعدہ کلیہ پر اگر نظر کیجائے تو مسلمانوں کا کانگریس میں ہنود کے ساتھ شامل ہوکر اشتراک عمل کرنا صدہا مفاسد کا باعث ہے جس کی روک تھام ہم بالکل نہیں کر سکتے۔ مثلاً
۱۔ مناصرۃ یعنی باہمی امداد ہوگی جو از روئے فتوے مذکورہ حرام ہے۔ ۲۔ تعاون علے الاثم ہوگا جو حرام ہے۔ ۳۔ کفار یا دشمنان دین کے ساتھ اعزازی نشست ہوگی جو حرام ہے ۴۔ حب دنیا و حب جاہ کا غلبہ ہوا پرستی احکام شرعیہ سے بے اعتنائی و لاپروائی وغیرہ امور پیدا ہونگے اور یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ ۵۔ شدت و غلظت جو دشمنان اسلام کیساتھ واجب ہے وہ نہ رہیگی۔ ۶۔ مداہنت فی الدین کرنی پڑیگی جو حرام ہے۔ ۷۔ دشمنان دین سے میل جول کرنا پڑیگا اور ان کی تعظیم و تکریم بھی کرنا پڑے گی جو حرام ہے۔ ۸۔ اعدائے دین سے عزت و جاہ کا طالب ہونا پڑیگا جو شرعاً مذموم ہے۔ ۹۔ مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو چلا ہے کہ کانگریس میں شرکت کے بغیر ہم ترقی ہی نہیں کر سکتے۔ یا بلفظ دیگر ہم علیحدہ اپنی ہستی ہی قائم نہیں رکھ سکتے گویا ہماری ترقی اور بقا کا انحصار کانگریس ہی پر ہے۔ یہ خیال مسلمانوں کو

تباہی و گمراہی کے گڑھے میں پہونچا دیگا۔ اور اس خیال میں سب سے بڑا فساد یہ ہے کہ مسلمانوں کو نہ تو خدا پر بھروسہ رہیگا اور نہ اپنی قوت پر لہذا ایسی صورت میں مسلمانوں کی کانگریس میں شرکت اگرچہ اُس میں کچھ مصلحتیں بھی ہوں تو بھی ناجائز ہی رہیگی۔

فتوئے مذکورہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ واضح رہے بحق مسلم کسی غیر مسلم کی سیادت کلی ہو یا جزئی ہرگز جائز نہیں۔

کیا مسلمانوں کو کانگریس میں شریک ہونے سے گاندھی جی، جواہر لال نہرو وغیرہ جو کانگریس کے بڑے لیڈر ہیں۔ اُن کی سیادت تسلیم نہ کرنا پڑیگی کیا مسلمانوں کو بحیثیت ایک کانگریسی ہونے کے اُن کی احکام کی تعمیل نہ کرنا پڑیگی۔ اور کیا ان لوگوں کو کانگریس کا سردار نہ ماننا جائیگا؟ ضرور ایسا ہوگا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً۔ ترجمہ۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کو دوست نہ بناویں۔ مسلمانوں کو چھوڑکر اور جو ایسا کریگا۔ سو وہ شخص اللہ کے دوستی رکھنے کے شمار میں نہیں۔ مگر ایسی صورت میں کہ تم اُن سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو۔

اس آیت شریفہ میں صاف طور سے دوستی کفار سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ بَلِ اللّٰہُ مَوْلٰکُمْ وَھُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ ترجمہ اے ایمان والو اگر تم کہنا مانوگے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دینگے (کفر کی طرف) پھر تم ناکام ہو جاؤگے بلکہ اللہ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔

اس آیۃ میں کفار کا کہنا ماننے کی ممانعت ہے اور یہ کہ اللہ ہی تمہاری بہتر مدد کرنیوالا ہے۔

۳۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو تم مسلمانوں کو چھوڑکر کافروں کو دوست مت بناؤ۔ کیا تم یوں چاہتے ہو۔ کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام قائم کر لو؟ کون ایسا مسلمان ہوگا جو کفار سے دوستی کرکے اللہ کا الزام اپنے اوپر لیگا۔

۴۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ

صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ترجمہ اے ایمان والو
اپنوں کے سوا کسی غیر کو رازدار مت بناؤ وہ تمہاری تباہی میں کچھ کمی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں
کہ تم تکلیف اٹھاؤ ان کی دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے۔ اور جو دشمنی ان کے دلوں
میں چھپی ہوئی ہے۔ وہ اس سے بھی بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تم کو پتہ کی باتیں بتلا دی ہیں۔ اگر
تم عقل رکھتے ہو + اس آیۃ سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ کفار کو رازدار مت بناؤ۔
یہ تمہاری تباہی میں کمی نہیں کرتے۔ چاہتے ہیں کہ تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔ ان کی عداوت ان کے منہ
سے ظاہر ہو چکی ہے۔ اور جو عداوت ان کے دلوں میں چھپی ہوئی ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ کیا ایسی
پتہ کی باتیں بتا دینے کے بعد بھی تم کو عقل نہیں کہ تم سمجھ جاؤ۔

۵۔ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ترجمہ۔ اگر
تم کو کوئی بھلائی پہونچتی ہے تو ان کو (یہ بات) بری لگتی ہے اور اگر تم کو کوئی برائی پہونچتی ہے
تو اس سے یہ خوش ہوتے ہیں۔

۶۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ
بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ترجمہ۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمن
کو دوست مت بناؤ کہ ان سے محبت کرنے لگو حالانکہ جو دین حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اسکے منکر ہیں

۷۔ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ
بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ترجمہ۔ اگر کافر تم پر قابو پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں
اور برائی کیساتھ تم پر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں چلائیں اور یوں چاہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔

۸۔ آپ کے فتوے میں یہ آیۃ لکھ کر فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
پس یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ ملکر نہ بیٹھ۔ ظالموں کے ساتھ ملکر بیٹھنے کو حرام بتلایا گیا
ہے۔ کیا ہندو بحیثیت مشرک اور کافر ہونے کے ظالم نہیں ہیں!

۹۔ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ترجمہ اگر تم انکا کہا مانوگے تو بلاشبہ تم بھی مشرک ہو
جاؤگے۔

۱۰۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ترجمہ۔ پس تم نہ ہونا مددگار کافروں میں۔

۱۱۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ترجمہ۔ اور ظالموں کی طرف
مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگجاوے۔ اس آیۃ نے تو بالکل ہی فیصلہ کر

دیا۔ ظاہر ہے کہ جملہ کفار اور مشرکین کا شمار ظالمین میں ہے۔ اور جھکنے سے مراد معروف جھکنا نہیں بلکہ انکے عقائد انکے اعمال انکے عادات انکے طور طریق وغیرہ کو اختیار کرنا یا ان کیطرف میلان طبع کرنا یہ سب رکون میں داخل ہے جو حرام ہے بلکہ اس سے تو تشبہ بالکفار تک حرام معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ اشتراک عمل کیونکہ عمل بغیر رکون کے ممکن نہیں اور رکون حرام ہے لہذا اشتراک عمل بھی حرام ہوگا۔

ان نصوص قطعیہ کے ہوتے ہوئے کونسا ایسا مسلمان ہے جو کانگریس میں جائے اور ہنود سے دوستی کرے اور انکا کہنا مانے اور انکی اطاعت کرے یا انکے حکموں کی تعمیل کرے اور انکی سیادت کو تسلیم کرے۔ ہاں اگر آیات کا تعلق اہل ہنود سے نہ ہو تو دوسری بات ہے۔

بعض لوگوں نے آیۃ شریف لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ترجمہ اللہ تمکو منع نہیں کرتا جو تم سے نہیں لڑے دین کے معاملہ میں اور نہ تم کو نکالا تمہارے گھروں سے کہ تم انکے ساتھ احسان کرو اور انکے حق میں انصاف کرو۔ بیشک اللہ محبت رکھتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔ اس آیۃ میں تو صرف کفار غیر محاربین سے احسان اور عدل و انصاف کرنے کا حکم ہے اشتراک عمل وغیرہ سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے۔

پس جمعیۃ العلماء ہند و مجلس احرار اسلام کا فرض ہے کہ وہ ان مسائل کو صاف کرکے مسلمانوں کی رہبری کرے تاکہ مسلمان تذبذب سے بچکر یکسوئی اختیار کریں۔ کانگریس میں شامل ہونے سے کہیں زیادہ بہتر اور ضروری مسلمانوں کی آپس کی تنظیم ہے جس کے بغیر مسلمانوں کی زندگی مشکل ہے۔

مسلمانو۔ جب تک جمعیۃ العلماء ہند ان مسائل کو صاف کرکے تمکو مطمئن نہ کردے اس وقت تک تم ہرگز بھی کانگریس میں شامل نہ ہو ورنہ جو مسلمان ان نصوص قطعیہ کی بناپر کانگریس میں جانا نہیں چاہتے۔ ان میں اور تم میں افتراق رہیگا یاد رکھو کہ ہندو مسلم اتحاد سے کہیں زیادہ بہتر خود مسلمانوں کا آپس میں متحد ہونا زیادہ ضروری ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔

مسلمانو۔ ایک بات اور یاد رکھنے کی ہے وہ یہ کہ کسی مسلمان کو کسی غیر مسلم کا اپنے اختیار سے تابع نہ ہونا چاہیئے اور کفر کی طاقت کو اپنی امداد سے ہرگز نہ بڑھانا چاہیئے۔ اور موجودہ انگریزی حکومت کی محکومی ہمارے لئے غیر اختیاری ہے۔ لیکن کانگریسی مسلمان اپنے اختیار اور اپنی خوشی سے ہندؤں کے تابع اور محکوم بنتے چلے جاتے ہیں۔ اور اپنی امداد سے کفر کی طاقت اور شوکت کو بڑھاتے ہیں۔ جو اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ یہ کہاں کی مسلمانی ہے پھر تعجب یہ ہے کہ اپنی اس غلامی کو آزادی بتاتے ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ماخوذ از رسالہ "طلوع اسلام" دہلی بابت جون ۱۹۳۹ء

مسلمان جب جانتا تھا کہ جماعت اور اسلام کا کیا تعلق ہے۔ تو اسکا اپنی جماعت سے الگ ہو جانا تو درکنار اگر کبھی کسی جرم کی پاداش میں کچھ وقت کیلئے جماعت اسے الگ کر دیتی تو اسے محسوس ہوتا کہ اس پر مصائب والام کی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ خدا کی یہ وسیع زمین اس پر تنگ ہو جاتی جینا محال ہو جاتا حضرت کعب ابن مالکؓ کا واقعہ مشہور واقعہ ہے کہ جب انہیں ایک کوتاہی کی بنا پر جماعت سے الگ کر دیا گیا۔ تو چند روز میں انکی کیا حالت ہو گئی۔ یہ وہ مسلمان تھے جنہیں معلوم تھا کہ جماعت سے علیحدگی ایک مسلمان کو کہیں کا نہیں رکھتی جن کا ایمان یہ تھا کہ فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں لیکن — آن قدح بشکست وآن ساقی نماند۔ سراج الدولہ کی سلطنت کو مٹانا ہو تو کسی میر جعفر کو پیدا کرو ٹیپو سلطان کو شکست دینا مقصود ہو تو کسی صادق کو آمادہ غداری کرو حرم پاک میں ترکوں کے سینوں کو چھلنی بنانا ہو تو کسی شریف حسین کو سنگینوں سے مسلح کر دو۔ یہی ابلیسانہ سیاست کی چالیں ہیں۔ یہی رموز مملکت ہیں۔ جس قوم نے مسلمانوں کو تباہ کیا اسی حربہ سے کیا جو انہیں اب تباہ کرنا چاہتی ہے وہ بھی اسی حربہ کو لئے ہوئے ہے۔ کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیت جس طرح گداز چیرہ دستیوں اور جگر خراش ستم رانیوں کی شکار بن رہی ہے دوسرے مسلمانوں کو اس کا علم نہیں ہوتی اسلئے کہ آج پریس ہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے اپنی آواز دوسروں تک پہنچائی جاتی ہے اور پریس مسلمانوں کے پاس ہے نہیں ان صوبوں کے ستم رسیدہ مسلمانوں نے دم گھٹ کر مر جانے کے بجائے یہ سوچا کہ پریس نہیں ہے۔ تو فوراً اٹھ کر چلو اور دوسرے مسلمانوں کو اپنی مظلومیت کی الم انگیز داستان خود اپنی زبان سے سناؤ۔ یہ ہے جذبہ محرک ان وفود کا جنہوں نے ماہ مئی و جون ۱۹۳۹ء پنجاب و سرحد کے مختلف گوشوں میں دورہ کیا ہے۔ اور جن کے دورہ سے مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہیں۔ کہ ہندوستان میں ان پر کیا گزرنے والی ہے۔ یہ شکایات ہندو ارباب حکومت کی دراز دستیوں کیخلاف تھیں۔ اگر یہ غلط تھیں تو انہیں چاہیے تھا کہ ان کی تردید کرتے لیکن انہیں اسکی ضرورت کیا تھی۔ کہ خود سامنے آکر خواہ مخواہ بدنام ہوتے جبکہ انہیں آسانی سے ایسے مسلمان مل سکتے تھے۔ جو انہی ان مظلوم بھائیوں کے گلے پر نہایت سفاکی و بے باکی سے چھری چلا دیتے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ کانگرس کی طرف سے ان وفود کے خلاف براہ راست کچھ نہیں کیا گیا۔ لیکن جہاں ان کی مخالفت کرائی گئی خود مسلمانوں کے ہاتھوں سے کرائی گئی۔ حتیٰ کہ لدھیانہ میں تو اس مخالفت نے کھلی ہوئی جنگ کی

نسل اختیار کرلی۔

یعنی یہ ہے قلب سے ایمان سلب کرو اور روٹی اپنے قبضہ میں رکھو اسکے بعد جہاں جی چاہے مسلمان کو مسلمان کے ہاتھ سے ذبح کرادو۔

یہی وہ ننگِ آدم۔ ننگِ دین۔ ننگِ وطن۔ نام کا مسلمان جس کا ناپاک وجود ملتِ اسلامیہ کے چہرہ مقدس پر برص کا ملعون نشان ہے یہی گروہ جسکے متعلق کہا گیا ہے کہ

گاہ او با کلیسا ساز باز ! — گاہ پیش دہریان اندر نیاز
دینِ او آئینِ او سوداگری ! — عنتری اندر لباسِ حیدری
تا جہانِ رنگ و بو گردد دگر ! — رسمِ او۔ آئینِ او گردد دگر
پیش ازیں چیزے دگر مسجودِ او — در زمانِ ما وطن معبودِ او
ظاہرِ او از غمِ دین دردمند ! — باطنش چون دہریان زنار بند
جعفر اندر ہر بدن ملت کش است — ایں مسلمانے کہن۔ ملت کش است
خندہ خندان است و باکس یار نیست — مار اگر خندان شود جز مار نیست

کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ضابطۂ تعزیرات ہند میں ایک قانون موجود ہے۔ کہ جس شخص کا کوئی ذریعہ معاش مستقل و متعین نہ ہو پولیس اسکا چالان کردیتی ہے اور عدالت تحقیق کرتی ہے کہ اسکے گذارہ کی کیا صورت ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس ہندوستان میں ایسے معتبر "راہ نمایان ملت" موجود ہیں جو نہایت امیرانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن انکا بظاہر کوئی ذریعہ معاش نہیں اور حیرت ہے کہ انہیں نہ پولیس گرفتار کرتی ہے نہ عدالت میں انکا چالان ہوتا ہے۔ شاید پولیس کو ان کا ذریعہ معاش معلوم ہوتا ہو لیکن بہر حال قوم کو تو بظاہر نظر نہیں آتا۔ قوم کو یہ حضرات ہمیشہ یہی بتاتے ہیں کہ ہم تمہاری خدمت بلا مزد و معاوضہ سر انجام دیتے ہیں۔ یہی دردمندان ملت ہیں جو درحقیقت ملت کے ہر قسم کے درد کا اصلی باعث ہیں اور آج ان کا علاج یہ ہے کہ قوم انکے گذارہ کی کوئی سبیل پیدا کرے۔ ورنہ بھوک (بلا ایمان) سے جو کچھ سرزد ہو تھوڑا ہے۔ پیشہ ور لیڈر خدا کا عذاب ہے جو ہر اس قوم پر مسلط کیا جاتا ہے جسکی اجتماعیت اور مرکزیت فنا ہوچکی ہو

ہم شروع ہی سے یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ جب قرآن کریم نے ہمیں بتادیا کہ کفار کبھی مسلمانوں کی بہتری کے خواہاں نہیں ہوسکتے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ان کی تخریب کے درپے رہتے ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کہ قومیت پرست ہندو ہمارا دوست ہے اور مہا سبھائی ہندو دشمن اگر منافقت نہیں تو کم از کم خود فریبی ضرور ہے۔

جس طرح انگریز انگریز ہے خواہ وہ لارڈ جارج ہو یا چیمبرلین اسی طرح ہندو ہندو ہے خواہ وہ ڈاکٹر مونجے ہو یا مہاتما گاندھی۔ بھائی پرمانند ہو یا پنڈت نہرو۔ مہا سبھا اور کانگرس۔ سناتنی اور آریہ سماجی یہ سب اُن کی اندرونی تقسیم ہے۔ مسلمانوں کے سامنے ان سب کا محاذ متفقہ ہوتا ہے۔

ادارہ تبلیغ اسلام پشاور چھاؤنی

ملنے کا پتا :- شیخ محمد عبداللہ۔ خزانچی بلڈنگ صدر پشاور

تحریکِ خلافت
و
ترکِ موالات
کے تاریخی ایام کے اوراق بازیافتہ

الرشاد

○

پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ
(صدر شعبۂ علومِ اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علیگڈھ)

○

سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء

کے ھیجانی دور کی یادگار تالیف،
جب علماء کے ایک گروہ نے
خوشنودیِ ھنود
کی خاطر شعائرِ اسلام کو
پس پُشت ڈال دیا

○

ملنے کا پتہ:- مکتبہ رضویہ، ۲/۲۴- سودھیوال کالونی ملتان روڈ لاہور ۲۵

صفحات : ۱۰۴ —— قیمت ۵۰-۷ روپے

۲ تاریخی فتوے جو تحریکِ قیامِ پاکستان کے

ذالک الکتاب لاریب فیہ

(ترجمہ) اس کتاب (قرآن شریف) میں کوئی شک نہیں

الحمد للہ رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی

کانگرسی مسلمان حقائق قرآن

۵۹ سنہ م تعنیف ۱۳

الملقب بلقب تاریخی

رہزن علماء کا کذب و زور

۶۵ سنہ م طبع ۱۳

از آثار و افادات حضور پرنور حضرت مولانا مفتی سید شاہ مصباح الحسن صاحب قبلہ

دام ظلہ شموس فیوضاتہم سجادہ نشین آستانۂ عالیہ صمدیہ پھپھوند ضلع اٹاوہ یوپی

حسب فرمائش مولوی سید محمد ارحسین صاحب ہمشیرزادہ مصنف شائع کیا گیا

قیمت تین روپے

دو قومی نظریہ کے حامی علماء

اور

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

از: خواجہ رضی حیدر

ملنے کا پتا: مکتبۂ رضویہ

۲/۲۴ سوڈھی وال کالونی ملتان روڈ لاہور نمبر ۲۵

قیمت پانچ روپے

دوران اسلامیانِ ہند کے لیے مشعلِ راہ بنے

مستند و بلند پایہ تاریخی کتب!

النور	پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف	زیر طبع
خطباتِ آل انڈیا سنی کانفرنس	محمد جلال الدین قادری	۴۲_۰۰ روپے
ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست	〃	۹_۰۰ 〃
پنجاب اسمبلی میں ۵ تاریخی تقریریں	مولانا عبدالستار خاں نیازی	۷_۵۰ 〃
کانگرسی مسلمان اور حقائق قرآن	مفتی سید مصباح الحسن	۳_۰۰ 〃
اکابر تحریکِ پاکستان (جلد اول، دوم)	محمد صادق قصوری	۴۵_۰۰ 〃
اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیاسی بصیرت	سید نور محمد قادری	۲_۰۰ 〃
اقبال کا آخری معرکہ	〃	۶_۰۰ 〃
تحریکِ آزادئ ہند اور السواد الاعظم	پروفیسر محمد مسعود احمد	۲۱_۰۰ 〃
فاضل بریلوی اور ترکِ موالات	〃	۴_۵۰ 〃
افکار و سیاسیات علماء دیوبند	محمد شریف نوری	۱۵_۰۰ 〃
دارالعلوم دیوبند کے ۱۰۰ سال	مختار جاوید	۳_۰۰ 〃
دنیائے اسلام کے اسباب زوال	مولانا حسنین رضا خاں	۱۶_۵۰ 〃
امتیازِ حق	راجا غلام محمد	۹_۰۰ 〃
الاقتصاد فی مسائل الجہاد	مولوی محمد حسین بٹالوی	۵_۰۰ 〃
باغی ہندوستان	عبدالشاہد خاں شروانی	۲۷_۰۰ 〃
خون کے آنسو	علامہ مشتاق احمد نظامی	۱۶_۵۰ 〃
فضلِ حق خیر آبادی اور سن ستاون	حکیم محمود احمد برکاتی	۵_۰۰ 〃
تاریخ تناولیاں	مراد علی علی گڑھی	۴_۵۰ 〃
دو اہم فتوے	امام احمد رضا، مولوی اشرف علی تھانوی	۳_۰۰ 〃
اشرف الافادات	مولانا عبدالاحد سورتی	۱_۰۰ 〃
مکالمۃ الصدرین	مولانا شبیر احمد عثمانی	۱_۰۰ 〃
متحدہ قومیت اور اسلام	مولانا رازی	۱_۵۰ 〃
مذاہب الاسلام	محمد نجم الغنی خاں رامپوری	۶۰_۰۰ 〃
حیاتِ صدر الافاضل	حکیم غلام معین الدین نعیمی	۶_۰۰ 〃
اسلام ان انڈو پاک سب کانٹی نینٹ (انگریزی)	میاں عبدالرشید	۱۷_۰۰ 〃
صوفیاء اور علماء (انگریزی)	ایس انور علی	۲۵_۰۰ 〃
سات ستارے	حکیم محمد حسین بدر	۹_۰۰ 〃
گاندھی سے اندرا گاندھی تک	محمد جلال الدین قادری	زیر طبع

ملنے کا پتہ: **مکتبہ رضویہ ۲/۲۴ سوڈھیوال کالونی ملتان روڈ لاہور ۲۵**